© rasailojaraid.com

بحث و نظر

نمازِ عیدین کی زائد تکبیریں

شوال ۱۳۷۶ھ کے رحیق میں "عید الفطر کے مسائل و احکام" کے ضمن میں لکھا گیا تھا کہ عیدین کی نماز میں زوائد تکبیروں کی تعداد ۱۲ ہے، اور ان کا دونوں رکعتوں میں قرأت سے پہلے ہونا اولیٰ اور بہتر ہے۔ پھر اس پر دلائل کا ذکر کرکے بتایا گیا تھا کہ جمہور سلف — امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق وغیرہم کا یہی مسلک ہے۔

جن لوگوں کی نظر سے وہ مقالہ گذرا ہوگا وہ بتا سکتے ہیں کہ اس کا طرزِ تحریر سنجیدہ تھا اور اس طریقے کے مطابق جو اہل علم کا اب تک چلا آیا ہے، یعنی متداول دو مسلکوں کے دلائل کو ذکر کرکے ایک کو بادلیل ترجیح دی گئی تھی۔

مگر یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ لاہور کے ایک ستر بہتر سالہ بزرگ مولانا رفیق دلاوری یہ مقالہ دیکھ کر جلال میں آگئے اور غیظ و غضب سے بھرپور ایک ایسا مضمون ملتان کے الصدیق رسالے میں شائع کرادیا جس میں تحقیق کم اور غصہ زیادہ ہے، چنانچہ مولانا موصوف رحیق سے گذر کر بلاوجہ بیچاری جماعت اہل حدیث پر بھی برس پڑے۔

مولانا کے احترام اور اس وجہ سے کہ مضمون میں کوئی نئی چیز نہیں آپ کے ارشادات نظر انداز کئے جانے کے قابل تھے مگر چونکہ اس کا تعلق مسئلے کی تحقیق سے ہے لہٰذا اس سلسلے میں چند باتیں عرض کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

(۱) ہم نہیں سمجھ سکے کہ اس مسئلہ پر خامہ فرسائی کی صاحب مضمون کو کیا ضرورت پیش آئی، جبکہ حنفیہ کرام کا ایک معتد بہ طبقہ بھی اہل حدیث کے مسلک کو تسلیم کرتا ہے جیسا کہ رحیق میں امام محمدؒ سے نقل بھی کر دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ موطا امام محمد کے محشی مولانا عبد الحی نے اس مسلک کے موافق سنت ہونے کا اعتراف فرمایا ہے[1]

---

[1] التعلیق الممجد ص۱۴۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مزید برآں یہ کہ خود امام ابو یوسف رحؒ نے بغداد میں مسلک اہل حدیث کے مطابق نماز عید پڑھائی جب کہ ان کی اقتداء خلیفہ ہارون رشید کر رہے تھے[1] اور یہ غالباً اس لئے کہ امام ابو یوسف نے اس مسئلے میں حنفی مسلک ترک کر کے اہل حدیث مسلک اختیار فرما لیا تھا وقد ذدی عن ابی یوسف انہ رجع الی ھذا[2] بلکہ بعض روایات کے مطابق صاحبین کا بھی یہ مسلک ہے[3] معلوم ہوتا ہے کہ مولانا اس صورتِ حال سے ناواقف تھے ورنہ وہ اتنی تکلیف نہ فرماتے۔

(۲) رحیق میں سلفاً و خلفاً اکثر آئمہ کے اس مسلک کے لئے راجح اور حنفیہ کے عندیہ کے لئے مرجوح کی تعبیر اختیار کی گئی تھی۔ اور یہ کوئی نئی تعبیر نہیں تھی۔ اختلافی مسائل میں ―― خصوصاً وہ جن میں ابتدائی قرنوں سے اختلاف چلا آتا ہے ―― بحث کے دوران ایسے ہی الفاظ کا استعمال اہل علم و تحقیق میں متداول ہے اور ان کے لئے راجح مرجوح کی تعبیر مسلمہ، مگر معلوم نہیں کن محرکات کے تحت صاحبِ مضمون نے راجح کے معنیٰ "بڑھیا" اور مرجوح کے معنیٰ "گھٹیا" کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ اس "ترجمانی" کے متعلق سخن فہمی عالم بالا معلوم شد" کے سوائے اور کیا عرض کیا جا سکتا ہے ویسے کوئی شخص اگر اپنے لئے "یہ تشریح" پسند کرتا ہے تو اس کا ذمہ دار وہی ہونا چاہیئے۔

نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

(۳) رحیق میں امام ابن عبد البر مالکی الانتساب کی ایک عبارت کا یہ ترجمہ کیا گیا تھا۔

"بارہ تکبیروں والی روایت پر عمل بہتر ہے، کیونکہ مرفوعاً حسن سندوں سے مروی ہے[4]"۔ مولانا صاحب کی سخن فہمی کی یہ دوسری مثال ہے کہ آپ نے اسے مدیر رحیق کی طرف منسوب فرمایا[5]

(۴) مولانا موصوف بارہ تکبیروں والی پانچ حدیثوں کا ذکر کر کے ان کی تضعیف سے بھی اس مضمون میں درپے ہوئے ہیں مگر افسوس ہے کہ "بذل المجہود" کے دائرے سے باہر نہ نکل سکے ورنہ ان کو معلوم ہو جاتا کہ

ستاروں کے آگے جہاں اور بھی ہیں

سنیئے! حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی جس حدیث پر اس مسئلے کا دارومدار ہے۔ وہ بڑے بڑے آئمہ حدیث کے نزدیک استنادی حیثیت سے واقعی اس قابل ہے۔ مثلاً امام احمد۔

۱؎ عنایہ شرح ہدایہ ص ۴۲۵/ج ۱ ۲؎ مبسوط ص ۱۳۵/ج ۲ ۳؎ رد المحتار ص ۶۱/ج ۱ ۴؎ رحیق شوال ۱۳۷۶ھ۔

۵؎ الصدیق بابت رمضان و شوال ۱۳۷۶ھ

© rasailojaraid.com

امام بخاری[۲] - امام علی بن المدینی[۳] - امام ابو داؤد[۴] - امام ترمذی[۵] - امام بیہقی[۶] - حافظ ابن القیم[۷]، حافظ عراقی[۸]، حافظ ابن حجر[۹] - علامہ احمد محمد شاکر[۱۰] وغیرہم[۱]

نیز مولانا کی اطلاع کے لئے عرض کروں کہ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی قوت کو تسلیم فرمایا ہے[۲]

ہاں اس کی سند میں واقع راوی عبداللہ بن عبدالرحمن الطائفی کی بعض نے تضعیف ضرور کی ہے مگر اس ظاہری اشکال کا حل یہ ہے کہ

(الف) جارحین کم ہیں اور معدلین زیادہ،

(ب) معدلین میں بڑی اہم شخصیتیں شامل ہیں جیساکہ ابھی اوپر ملاحظہ سے گذرا ہے اور ایسی صورت میں اکثریت ہی فیصلہ کن موثر ہوتی ہے[۳] علاوہ ازیں امام مسلمؒ اپنی صحیح میں بھی اس کی ایک روایت لائے ہیں[۴] جو اس کی توثیق پر دال ہے۔

(ج) جارحین کی جرح غیر مفسر ہے اور اصول حدیث سے واقف حضرات کے لئے یہ جانی بوجھی ہوئی حقیقت ہے کہ جرح غیر مفسر کی کوئی ایسی حیثیت نہیں (خصوصاً تعارض کے وقت) جیساکہ حافظ خطیب نے الکفایہ (ص۱۰۱) میں فرمایا ہے۔ لا یقبل الجرح الا مفسراً و لیس قول اصحاب الحدیث فلان ضعیف و فلان لیس بشئ یوجب جرحہ و رد خبرہ و ھذا القول ھو الصواب عندنا والیہ ذھب الائمۃ من حفاظ الحدیث ونقادہ مثل محمد بن اسمٰعیل البخاری و مسلم بن الحجاج وغیرھما انتہی

(د) حافظ ابن عدی فرماتے ہیں۔ یروی عن عمرو بن شعیب احادیث مستقیمۃ[۵] (یعنی عبداللہ طائفی کی روائتیں عمرو بن شعیب سے سب درست ہیں)

اس قول سے جرح و تعدیل کے ان اقوال میں تطبیق کی بھی ایک راہ نکل آئی وللہ الحمد

رہا یہ امر کہ امام بخاری کی طرف اس کے بارے میں قید نظر کہنا منسوب ہے تو گذارش ہے

۱؎ دیکھئے مسند احمد - سنن بیہقی - الجوہر النقی، نصب الرایہ - تلخیص - نیل - تحفۃ الاحوذی - زاد المعاد تعلیق المسند وغیرہ

۲؎ فتح الملہم ج۲ ص۳۴ ۳؎ دیکھئے الباعث الحثیث لابن کثیر ص۱۰۴ والرفع والتکمیل ص۱۰ ولسان المیزان ج۱ ص۱۵ ۴؎ تہذیب ج۵ ص۲۹۹

۵؎ تہذیب ج۵ ص۲۹۹ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ علامہ زیلعی نے بحوالہ امام ترمذی زیر بحث حدیث کے سلسلے میں حضرت امام بخاری سے یہ بھی نقل کیا ہے حدیث عبد اللہ بن عبد الرحمن الطائفی صحیح والطائفی مقارب الحدیث[1]
اب اس کا معنی یہ ہوا کہ وہ قول بر تقدیر ثبوت۔ حدیث زیر بحث کے سوا پر محمول ہے۔ واللہ اعلم

دوسری حدیث اس مسئلے میں عمرو بن عوف رض کی ہے۔ جس کی تحسین و تصحیح رحیق میں ذکر کی گئی۔ تو صاحب مضمون نے اس کے جواب میں ایک راوی کثیر بن عبداللہ کی بابت چند جرحیں ذکر کر کے حدیث کی تضعیف کرنا چاہی، اور یہ خیال نہ فرمایا کہ صرف ان جرحوں کی بنا پر یہ روایت پایۂ اعتبار سے بالکل ساقط نہیں قرار دی جا سکتی کیونکہ کثیر کی روایات کو حسن کہنے والے امام بخاری اور امام ترمذی جیسے اساطینِ فن ہیں[2] اور استاذ احمد شاکر جیسے محقق نے ان کی تصویب فرمائی اور کثیر پر شدید جرح کو غلو قرار دیا ہے[3]۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ امام بخاری اس حدیث کی بنا پر بارہ تکبیروں والے مسلک کے قائل ہو گئے[4]۔ زاد المعاد ص۱۲۲ ج۱ میں امام احمد رح سے کثیر پر جرح نقل کر کے حافظ ابن القیم رح لکھتے ہیں والترمذی تارۃ یصحح حدیثہ وتارۃ یحسنہ وقد صرح البخاری بانہ احسن شئ فی الباب مع حکمہ بصحۃ حدیث عمرو بن شعیب واخبر انہ یذھب الیہ اھ

شواہد بعض علماء نے امام ترمذی کی اس حدیث کو حسن کہنے کی توجیہ میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "یہ تحسین بنا پر شواہد کے ہے" اس توجیہ کی تردید میں صاحب مضمون، مصنف بذل المجهود کی تقلید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اگر ترمذی کے پاس شواہد ہوتے تو ان کو پیش کرتے[5]" مگر ان اللہ کے بندوں کو شاید معلوم نہیں کہ امام ترمذی ہمیشہ شواہد کا ذکر نہیں فرمایا کرتے۔ بہتر ہوتا اگر مولانا زینتِ فتح الملہم (جلد ۲ ص۲۴۳) بھی ملاحظہ فرما لیتے کیونکہ مولانا شبیر احمد صاحب نے شواہد کا اعتراف فرما لیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں

ولعل اقوی ما فی الباب ھو حدیث عبد اللہ الطائفی وقد قال العراقی

یعنی اس بارے میں سب سے قوی روایت طائفی کی ہے اور اس کی تائید

---

[1] نصب الرایہ ص۲۱۷ ج۲ [2] تہذیب ص۴۲۲ ج۸ [3] تعلیق الترمذی ص۳۶۲ ج۲ [4] نصب الرایہ ص۲۱۷ ج۲۔

[5] الصدیق ص۲۵ پرچہ مذکورہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسنادہ صالح ولہ شواھد ضعیفۃ　　میں دوسرے شواہد ضعیفہ بھی ہیں لہذا اس کا
یشد بعضھا بعضا فلا یمکن انکارہ بتفی　　انکار ممکن نہیں۔

اور یہی رحیق نے بھی لکھا تھا۔

ان روایات کے علاوہ حضرت عائشہؓ۔ ابن عمرؓ۔ سعد۔ عبدالرحمان بن عوف۔ ابن عباس۔ جابر وغیرہم سے بھی روائتیں آئی ہیں گو فرداً فرداً ضعیف ہیں لیکن تائید کے لیئے کافی ہیں (رحیق شوال ۱۳۷۶ھ)

(۵) اس مضمون میں جو دور کی کوڑی لائی گئی ہے وہ یہ ہے۔

"اصل یہ ہے کہ عیدین کی اصل زائد تکبیروں کے متعلق خود ذات بابرکات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت صحیح حدیثوں میں مروی نہیں اس بنا پر حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا۔

لیس یروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تکبیر العیدین حدیث صحیح"
(الصدیق پرچہ مذکورہ)

اب گذارش ہے کہ

(الف) اگر اس قول کی نسبت امام صاحب کی طرف درست ہے تو غالباً اس وقت کی بات ہے جب ان کو قابل استناد ذرائع سے مرفوع حدیث نہیں مل سکی تھی جس پر قرینہ یہ ہے کہ اس قول کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا ہے وانما اخذ مالک فیھا بفعل ابی ھریرۃ[۵] معلوم ہوتا ہے اس وقت تک مسئلہ کی بنیاد آپ کے نزدیک آثار صحابہ پر ہی تھی لیکن جونہی مستند مرفوع حدیث مل گئی اس کو دلیل قرار دے لیا، چنانچہ

(ب) عمرو بن شعیب کی حدیث اپنی مسند میں لاکر فرماتے ہیں۔ وانا اذھب الی ھذا[۶] (یعنی میرا قول اسی کے مطابق ہے)

(ج) آپ کا مطلب صریحاً مرفوع حدیث سے ہو، کیونکہ حضرت ابوہریرہ کے جس فعل پر امام مالک کا مذہب انہوں نے قرار دیا ہے حکماً وہ مرفوع ہی ہے۔ جیسا کہ رحیق میں مولانا عبدالحی سے اس کی صراحت نقل کی گئی ہے۔

(۶) امام حازمی المتوفی ۵۸۴ھ لکھتے ہیں" اگر دو حدیثوں میں تعارض ہو تو راجح وہ ہوگی جس کے

---

۵ تخریج ہدایہ زیلعی ص ۲۱۵ جلد ۲۔

۶ مسند احمد طبع احمد شاکر ص ۲۱۷ جلد اول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مطابق خلفائے راشدین کا عمل ہوگا۔" پھر مثال میں تکبیرات عیدین کو پیش کرکے کہا ہے کہ "صدیق اکبر وفاروق اعظم کا عمل ۱۲ تکبیروں پر ہے" چنانچہ وجوہ ترجیح کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں الوجہ الحادی والثلاثون ان یکون احد الحدیثین قد عمل بہ الخلفاء الراشدون الثانی فیکون اکد ولذالک قدم روایۃ من روی فی تکبیرات العیدین سبعاً وخمساً علی روایۃ من روی اربعاً کاربع الجنائز لان الاول قد عمل بہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما فیکون الی الصحۃ اقرب والاخذ بہ اصوب انتہی (کتاب الاعتبار ص ۱۷)

خاتمۂ سخن | سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس مسئلے کے بارے میں (۱) مسلم الثبوت مرفوع حدیثیں (۲) شیخین مع اکثر صحابہ کا عمل (۳) جمہور ائمہ کا مسلک (۴) حنفی مکتبِ فکر کے ایک بہت بڑے ستون (امام ابویوسف) کا عمل واختیار (۵) بعض حنفیہ کرام کا اعتراف وتسلیم ____ موجود ہو۔ اس کو اگر راجح نہ کہا جائے تو اس کا کیا نام ہو؟

بے محل | ایک بحث مولانا نے آخر میں چھیڑنے کی کوشش کی ہے جسے غیر ضروری سمجھ کر سردست نظر انداز کیا جاتا ہے وان تعودوا نعد ان شاء اللہ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وسلم

مفت

۹/۲۰

حدیث کی مشہور ومعروف کتاب صحیح مسلم عربی مع اردو۔ ومع شرح نووی کی پہلی تین جلدیں خرید کر مولانا رحیم بخش صاحب لاہوری کی اسلام کی آٹھ کتب کا کامل سیٹ مفت حاصل کیجئے۔ جو ۹۹۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت فی جلد ۸ روپے محصول ڈاک فی جلد ایک روپیہ دو آنے

مکتبہ سعودیہ برنس روڈ کراچی ۱

بالکل مفت

رسالہ صحیفہ اہلحدیث کی ۲۷ ویں سالگرہ کی خوشی میں ادارہ کچھ رسائل تقسیم کر رہا ہے۔ آپ بھی ایک کارڈ پر اپنا پورا پتہ لکھ کر طلب فرمالیجئے۔ یہ اعلان صرف ماہ محرم ۷۶ھ کے لئے ہے۔

منتظم صحیفہ اہلحدیث کراچی ۱

خوشخبری

(۱) التحفۃ الوریٰ فی تحقیق مسائل عید الاضحیٰ (۲) بستیوں میں جمعہ کا ثبوت۔ مندرجہ بالا دو رسالے ۲ کے ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کریں

فاروق احمد ارشد متعلم مدرسہ جامعہ اسلامیہ آبادی حاکم رائے (گوجرانوالہ)

© rasailojaraid.com